کہ روسی مسلم جمہوریاؤں میں کمیونسٹ نن تنہا رہ گئے ہیں۔ اور ایک متبادل مسلم لیڈرشپ ظہور میں آنا ہی چاہتی ہے، نیویارک ٹائمز اس حقیقت سے گریز نہیں کرتا کہ اسلام کی اعتصابی طاقت پورے سوویت روس پر حاوی ہے۔ اور ایک انقلابی اسلامی تحریک کی پیش رو ہے۔ روسی مسلمانوں نے اس طاقت کو برقرار رکھنے میں جو کردار ادا کیا ہے وہ قابل تحسین ہے۔ اس میں ان روسی مسلمانوں کا بھی بڑا حصہ ہے جو ۲۰ لاکھ کی تعداد میں تاجکستان سے اور ۱۰ لاکھ کی تعداد میں ترکستان سے ہجرت کر کے افغانستان چلے گئے تھے۔ نیز ان چار لاکھ روسی ترکستان کے باشندوں کا جو ایران چلے گئے تھے کزاکستان اور کرگیزیا کی سرحدوں پر بسنے والے چینی مسلمانوں کا بھی جنہوں نے اخوت کے رشتے کو کبھی ختم نہیں ہونے دیا۔

یہ ضرور ہے کہ گورباچوف سے پہلے روسی مسلمانوں کی زندگی تاریکی کے پردے میں گم تھی۔ اس حقیقت کو منظر عام پر لانے کے لئے دنیا گورباچوف کی منت کش رہے گی — مگر یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلام میں کشش مسلمانوں کے کردار کی وجہ سے نہیں بلکہ صحیفہ ابدی کے لازوال معجزے کی وجہ سے ہے۔ (ترجمہ) لوگو! قرآن کی طرف منہ موڑ دو کہ یہی آخری ذریعہ نجات ہے۔ ("مزمل")

فلسطین

دنیا کے بہت سے ممالک ہیں جو اقتصادی، علمی اور تکنیکی امداد دوسرے ملکوں سے حاصل کرتے ہیں یہ کوئی نئی بات نہیں لیکن اسرائیل دنیا میں تنہا ملک ہے اگر اس کو ملک کہنا صحیح ہو جو اپنی آبادی کے لئے انسان بھی دوسرے ملکوں سے " درآمد" کرنے پر مجبور ہے۔ عالمی یہودی ایجنسی کے ایک سابق صدر بنحاس سا نیر نے کہا تھا کہ سرزمین فلسطین کی طرف یہودیوں کا نقل مکانی ہی ان کی زندگی کی ضمانت ہے۔ اور اس صدی کے اوائل ہی سے یہود اسی سیاست پر کاربند ہیں۔ اس سیاست میں دنیا کی وہ تمام طاقتیں یہود کی تائید کر رہی ہیں جنہوں نے اپنے ناپاک استعماری مقاصد کے لئے اسرائیل کا خنجر عرب ممالک کے جسم میں پیوست کیا تھا۔ امریکہ تقریباً ۷۰ سالوں سے یہی کر رہا ہے۔ مشرقی یورپ میں اشتراکی انقلاب کے موقع پر ان ملکوں کے یہود تارکین وطن کی فوجیں امریکہ پہنچنے لگیں تو امریکہ نے ۱۹۲۱ء میں یہ قانون نافذ کر دیا کہ اندرون ملک آباد یہود کی کل تعداد ۳ فیصد یہود کو امریکہ میں بسنے کی اجازت ہوگی۔ اور تین سال بعد اس تعداد کو کم کر کے ۲ فیصد کر دیا۔

برطانیہ، کناڈا، جنوبی افریقہ، لاطینی امریکہ اور دوسرے یورپی ممالک نے یہی کیا۔ اس کے نتیجہ میں یہود فلسطین میں جا جا کر برطانیہ کے زیر نگرانی بستے رہے۔ ایک بار پھر گورباچوف کی کھلے دروازوں والی پالیسی کے نتیجہ میں ایک ملین — یعنی دس لاکھ یہودیوں کو روس سے نکلنے کی اجازت مل گئی ہے اور اسرائیلی حکومت

انہیں دریائے اردن کے مغربی کنارہ اور غزہ کی پٹی میں بسانے کا پروگرام بنا رہی ہے۔

۱۸۸۲ء میں فلسطین میں کل پانچ ہزار یہودی تھے۔ ۱۹۱۸ء میں برطانی فوجیں وہاں داخل ہوئیں۔ اس وقت یہودی کل آبادی کا ۸ فیصد تھے۔ ۱۹۲۲ء میں ۹ر۱۷ فیصد تھے۔ اور ۱۹۴۵ء میں ان کی تعداد ۳۱ فیصد تک پہنچ گئی۔ یعنی کل آبادی کا ایک تہائی ہو گئے۔ ۱۹۲۲ء سے ۱۹۳۲ء تک ۹۰،۰۰۰ یہودی فلسطین پہنچے۔ لیکن ۱۹۳۲ء ۱۹۴۵ء کے عرصہ میں نقل مکانی کر کے فلسطین پہنچنے والی یہودیوں کی تعداد ۴۲۰،۰۰۰ تک پہنچ گئی۔ اسرائیل کے قیام کے بعد دنیا کے مختلف ملکوں سے یہودی اسرائیل پہنچتے رہے۔ اور فلسطینی عربوں کی زمینوں اور مکانوں پر قبضے کرتے رہے۔ اسرائیل نے ان کی آبادکاری کے لئے اول روز ہی سے فنڈ قائم کر دیا تھا۔ اور ۱۹۴۸ء میں اس کے لئے ایک وزارت بھی قائم کر دی گئی جو اب تک برسرکار ہے۔

۱۹۸۵ء میں روس میں میخائیل گورباچوف برسر اقتدار آئے اور ان کی پریسٹرویکا اور گلاسنوسنت کی پالیسی سے شاید یہودیوں ہی کو سب سے زیادہ فائدہ پہنچا۔ چنانچہ ۱۹۸۸ء میں ۱۸،۹۸۵ یہودیوں کو روس چھوڑنے کی اجازت ملی اور مغربی ذرائع کا کہنا ہے کہ ۱۹۸۹ء میں ۷۱ر۹۶ یہود کو سفر کی اجازت دی گئی ہے ابھی تک روس سے آنے والے یہودیوں کو امریکہ کا ویزا حاصل ہوتا تھا۔ مگر پچھلے چند ماہ سے یہ سہولت ختم ہو گئی ہے اس طرح اگلے پانچ سال میں ایک ملین یہودی روس سے نکل کر اسرائیل میں بسنے والے ہیں۔

اسرائیلی وزیر اعظم اسحاق شامیر نے اسے ایک معجزہ قرار دیا ہے۔ اور اسرائیلی حکومت نے ان کو آباد کرنے کے لئے امریکہ سے امداد کا مطالبہ بھی کیا ہے۔

اسحاق شامیر نے بڑے غرور کے ساتھ کہا ہے کہ ان پانچ سالوں کے بعد ہمارا ملک ایک نئی شکل میں جلوہ گر ہو گا۔ اس کے سارے مسائل حل ہو جائیں گے۔ زندگی کے طور طریقے بدل جائیں گے۔ اور ملک کی عظمت اور قوت میں بھی اضافہ ہو گا۔

ایک فلسطینی لیڈر مسٹر عدنان ربو عودہ نے اس کے متوقع نتائج کا اندازہ لگاتے ہوئے ابوظہبی کے ایک لیکچر میں کہا۔

۱۔ اسرائیل کی مدافعت میں لڑنے میں زبردست اضافہ ہو گا۔
۲۔ نئے آنے والوں کو روزگار کی تلاش ہو گی۔ جس سے فلسطینیوں کو سخت معاشی مشکلات کا سامنا کرنا ہو گا۔
۳۔ امریکی یہودیوں میں جو لوگ شامیر کے مخالف ہیں ان کی آواز کمزور پڑ جائے گی۔
۴۔ ان لوگوں کی دلیل بھی کمزور ہو جائے گی جو فلسطینی عربوں کے اضافہ آبادی سے پہلے ان کے ساتھ کسی نہ کسی شکل میں معاملہ طے کر لینے کی وکالت کر رہے ہیں۔
۵۔ ۱۹۶۸ء میں قبضہ کئے ہوئے عرب علاقوں میں آباد کر کے اسرائیلی اس علاقہ پر اپنا مستقل حق جتائیں گے۔

باقی ص ۵۷